Journal of Religion & Society **(JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Health Preservation and Environmental Protection in the Light of Prophetic Teachings

حفظانِ صحت وتحفظ ماحولیات تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں

Dr. Qazi Abdul Manan
Postdoc Fellow
Islamic Research Institute International Islamic University Islamabad
Assistant Professor Department of Islamic Studies Kohat University of Science & Technology, Kohat
Email: dr.manan@kust.edu.pk
Dr. Zafar Hussain
Associate Professor Department of Islamic Theology Islamia College University Peshawar
Email: zafar.hussain@icp.edu.pk

ABSTRACT
Islam is an all-inclusive religion. It is the leader in all spheres of life. It also puts proper direction as well as instructions on health.Islam has offered all round instructions to man in order to keep his health safe and healthy. Technically, the word "environment" is an Arabic word. It refers to the surrounding environment. The term pollution is used 25 times in the Quran, which means the substances flowing to earth, water, and atmosphere, and cause harm to the human health, animals, and plants. Islam, the religion that has taught the significance of environmental pollution 1400 years ago, has gone in great lengths to conserve the environment against water, air, land, and noise pollutants to ensure that no society pollutes the environment. Through the Muslim Shariah, the Zareen principle attempts to deal with problems of human life such as climate change. It proposes the idea of planting of trees and vegetation to fight environmental pollution. The tree herbs are treated in medicine and even the old people treat themselves with them since they do not harm and are beneficial.

KEYWORDS: *Islamic Principles, Quran and Human Life, Pollution, Environmental pollution, Herbs and Its benefits.*

اسلام ایک مکمل اور ہمہ جہت دین ہے جو انسان کی زندگی کے چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے ہر معاملے میں درست رہنمائی عطا کرتا ہے۔ صحت اور تندرستی کے بارے میں بھی اس کی تعلیمات نہایت واضح، عملی اور خوبصورت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات اور خصوصاً زمین کو انسان کے ساتھ ساتھ تمام جانداروں کے رہنے، جینے اور پھلنے پھولنے کے لیے نہایت حکمت اور رحمت سے بنایا ہے اور ان کی زندگی، بقا، صحت اور عافیت کے سارے اسباب و وسائل اسی دنیا میں وافر مقدار میں رکھ دیے ہیں۔

یوں صحت اور تندرستی اللہ رب العزت کی طرف سے عطا کردہ سب سے قیمتی اور عظیم نعمتوں میں سے ایک ہے۔ انسان کی زندگی کا سانس لینا، چلنا پھرنا اور جی اٹھنا صاف ہوا، پاک پانی، سورج کی روشنی اور مناسب حرارت جیسے قدرتی عناصر سے جڑا ہوا ہے۔ مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ ان بنیادی اور لازمی نعمتوں کو بھی وہ صحیح مقدار اور بہترین معیار میں حاصل کرنے کے لیے سنجیدگی سے کوشش نہیں کرتا، بلکہ اکثر غفلت، کاہلی اور لاپرواہی کا شکار رہتا ہے، اور جب صحت و تندرستی کے دن اسے ملے ہوتے ہیں تو ان ایام میں بھی اللہ تعالیٰ کا دل سے شکر ادا کرنے سے قاصر رہتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس: الصحة والفراغ۔"[1] "تندرستی اور فرصت کی نعمتوں میں اکثر لوگ اپنا نقصان کرتے ہیں"۔ صحت کی اہمیت اس سے بھی واضح ہوتی ہے کہ ایک صحابی نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ نمازوں کے بعد کونسی دعا کیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سل الله العفوا والعافية في الدنيا والآخرة۔[2] "دنیا اور آخرت کے لئے عافیت کی دعا کیا کرو"۔ یہی نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے صحت وعافیت کے لئے خود دعائیں مانگی اور ہمیں بھی ان کی تعلیم دی۔ مثلاً "اللهم إني أسألك العافية في الدنيا والآخرة، اللهم إني أسألك العفو والعافية في ديني و دنياي و أهلي ومالي۔[3] "اے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں عافیت کا طالب ہوں، اے اللہ! میں تجھ سے عفو و درگزر کی، اپنے دین و دنیا، اہل و عیال، مال میں بہتری و درستگی کی درخواست کرتا ہوں"۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ "اللهم إني أسألك صحة في إيمان وإيمانا في حسن خلق ونجاة يتبعها فلاح و رحمة منك و عافية و مغفرة منك و رضوانا"۔[4]

"اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں صحت و تندرستی ایمان کے ساتھ، اور استدعا کرتا ہوں ایمان کی حُسنِ اخلاق کے ساتھ اور سوال کرتا ہوں تجھ سے مقاصد میں کامیابی کا آخرت کی فلاح کے ساتھ اور سائل ہوں تجھ سے رحمت اور عافیت کا اور تیری مغفرت اور رضامندی کا"۔

اسلام نے انسان کو اپنی صحت برقرار رکھنے اور اس کی حفاظت کرنے کے لئے مکمل اور جامع تعلیم دی ہے۔ اگر ان تعلیمات کو سامنے رکھ کر عمل کیا جائے تو یہ صحت بہترین اور عمدہ حالت میں برقرار رہتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے صحت کی حفاظت کے حوالے سے جو ارشادات ذکر کئے ہیں بظاہر ہمیں معمولی نظر آتے ہیں مگر سائنسی اعتبار سے بھی ان کی افادیت واضح اور مسلم ہے۔ آپ ﷺ نے مشروبات کے برتنوں کو ڈھکنا رکھنے کو طب و صحت کا ایک زرین اُصول قرار دیا۔ اور عصرِ حاضر بھی اس کا متقاضی ہے۔ اور اس پر عمل کرنے والے بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ حضرت جابرؓ کو طب و صحت کا یہ زرین اُصول ذکر کرتے ہوئے فرمایا: "غطوا الإناء و أوكوا السقاء وأغلقو الباب وأطفئوا السراج فإن الشيطان لا يحل سقاء ولا يفتح بابا ولا يكسف إناء"۔[5] "برتنوں کو ڈھانک دو، مشکیزوں کا منہ بند کردو، دروازہ بند کردو اور چراغ بجھادو کیونکہ شیطان مشکیزے کا منہ نہیں کھول سکتا، وہ دروازہ بھی نہیں کھول سکتا اور کسی برتن کو بھی نہیں کھول سکتا"۔

ان چاروں اُمور کا تعلق حفظان صحت سے ہے۔ اگر برتن کو ڈھانپ کر نہ رکھا جائے تو اس میں کسی بھی موذی چیز کے گرنے کا احتمال موجود ہوتا ہے جو کہ صحت کے لئے مضر ثابت ہوتا ہے۔ اس سے برتن گردوغبار، مچھر، مکھی اور دیگرے کیڑے مکوڑوں سے محفوظ رہتا ہے۔ دروازہ بند رکھنے اور چراغ بجھانے سے کئی قسم کی مصیبتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: من أصبح منكم آمنا في سربه، معافى في جسده، عنده قوت يومه، فكأنما حيزت له الدنيا۔[6] "تم میں سے جس نے اس حال میں صبح کی کہ اس کا جسم صحیح سلامت ہو، اس کی جان امن و امان میں ہو اور اس دن کا کھانا بھی اس کے پاس ہو تو گویا اس کے لئے دنیا اکٹھی ہو گئی"۔

متوازن غذا اور تعلیمات نبوی ﷺ:

کھانا پینا انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہے تاہم اس ضرورت میں اگر کوئی افراط و تفریط سے کام لے گا تو اچھی صحت کی بجائے بیماریوں کا شکار ہو جائے گا۔ اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے اور اسوۂ حسنہ کی ہدایات کو مد نظر رکھ کر زندگی گزارنے کے اُصول واضح ہے۔ موجودہ سائنس نے بھی اس کی تحقیق کو مزید بڑھایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ما ملا آدمي وعاء شرا من بطن

بحسب ابن آدم أكلات يقمن صلبه، فإن كان لا محالة، فثلث لطعامه و ثلث لشرابه و ثلث لنفسه"۔[7] "کسی آدمی نے کوئی برتن اپنے پیٹ سے زیادہ برا نہیں بھرا، آدمی کے لئے چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں اور اگر زیادہ ہی کھانا ضروری ہو تو پیٹ کا ایک تہائی حصہ اپنے کھانے کے لئے، ایک تہائی پانی پینے کے لئے اور ایک تہائی سانس لینے کے لئے باقی رکھے"۔ اسی طرح برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا۔ مبادا سانس لینے والا مریض ہو اور اس کے جراثیم بعد میں پینے والوں کے جسم میں بھی چلے جائیں۔ آپ ﷺ کا واضح فرمان ہے۔ "کہ جب تم میں سے کوئی شخص پانی پئے تو برتن میں سانس نہ لیں"۔ اس طرح آپ ﷺ نے برتن میں سانس لینے اور پھونک مارنے سے بھی منع فرمایا بلکہ تین مرتبہ سانس لے کر پینے کا حکم فرمایا کیونکہ یہ طریقہ زیادہ سیر کرنے والا، زیادہ محفوظ اور مزیدار ہے[8] موجودہ سائنس نے بھی اسی عمل کو جاری رکھنے کا مشورہ دیا ہے کہ ایک ہی سانس سے پانی پینے سے اکثر اوقات سانس کی نالی میں پانی پھنس جاتا ہے اور صحیح طریقے سے انسان سیر اب نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ آپ ﷺ اکثر اوقات فاقے سے ہوتے اور جب بھی کھانے کو ملتا تو تھوڑا کھانا تناول فرماتے تھے۔ اس طرح بسیار خوری سے ممانعت کے حوالے سے کئی احادیث مروی ہیں۔

اسلام اچھی صحت اور تندرستی کے لئے پاکیزہ اور حلال غذا کی تعلیم پر زور دیتا ہے۔ صحت بخش غذا وہ ہوتی ہے جو متوزن ہو اور اسراف اور فضول خرچی سے پاک ہو۔ کیونکہ اسراف کرنے سے بسیار خوری ہوتی ہے جس سے مختلف بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "كلوا و اشربوا ولا تسرفوا انه لا يحب المسرفين"۔[9] "اور کھاؤ، پیو اور حد سے نہ بڑھو بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا"۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "كل المسلم في معى واحد والكافر يأكل في سبعة أمعاء"۔[10] "مسلمان ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر ساتوں آنتوں میں کھاتا ہے"۔

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ غذا صاف ستھری اور گندگی و آلائش کے اثرات سے پاک ہو۔ اسلام کی نظر میں صحت اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے جو اس نے اپنے بندوں کو عطا کی بلکہ یہ ایمان کے بعد سب سے بڑی نعمت اور ذمہ داری بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "إن أول ما يسأل عنه يوم القيامة يعني العبد من النعيم أن يقال له: ألم نصح لك جسمك ونرويك من الماء البارد"۔[11] "قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے جن نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا، (وہ یہ ہیں) اس سے کہا جائے گا: کیا میں نے تمہارے لئے تمہارے جسم کو تندرست اور ٹھیک ٹھاک نہ رکھا اور تمہیں ٹھنڈا پانی نہ پلاتا رہا"۔ اس لئے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اس نعمت کی حفاظت کرے اور اس کے لئے ماحول پیدا کرے جس سے اس کی صحت صحیح اور تندرست ہو۔ گندگی اور غلاظت سے کھانے پینے، لباس، رہائش اور دیگر ضروریات سے بچائے رکھے اور ماحول کو خوشگوار رکھنے کی کوشش کرے تاکہ ذہنی، اخلاقی اور جسمانی طور پر خوش و خرم نظر آئے۔

ماحول کی تعریف:

بنیادی طور پر "ماحول" عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مادہ ح۔و۔ل ہے۔ جس کے معنی ارد گرد کا علاقہ ہے۔ یہ لفظ عربی و اُردو دونوں زبانوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں 25 مرتبہ لفظ ماحول ذکر ہے۔[12] سب سے پہلے سورۃ بقرۃ میں ارشاد ہے: "فلما أضائت ماحوله"۔[13] "جب آگ نے اس کے ارد گرد کی چیزیں روشن کیں"۔ عربی میں ماحول کے لئے لفظ "البیئۃ" بھی استعمال ہوتا ہے۔ جس کے ایک معنی گناہ کا اعتراف و اقرار کرنا بھی ہے۔[14] اسی طرح لفظ "الباءۃ" نکاح کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ فرمایا: "يا معشر الشباب، من استطاع منكم البائة فليتزوج"[15] "یعنی جو تم میں نکاح کی طاقت رکھتا ہو وہ شادی کرلے"۔ یہ لفظ گھر اور ماحول کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے: "والذين تبوئو الدار"۔[16] "وہ لوگ جو اپنے گھروں میں مقیم ہوں"۔

اصطلاحی مفہوم:

اصطلاحی مفہوم میں یہ بات بھی شامل ہے کہ "المکانی الذی یعیش فیہ الانسان"۔[17] وہ جگہ یامکان جہاں انسان زندگی گزارتا ہو بشمول ان طبعی اور بشری مظاہرے کے جن سے انسان متاثر ہوتا ہے اس کو ماحول کہا جاتا ہے۔[18] بعض کے نزدیک انسان جہاں اپنی زندگی گزارتا ہے اور کھانے پینے اور دیگر ضرریات کے لئے تعلقات قائم رکھتا ہے اور طبعی بشری اور ظاہری ضروریات پورا کرتا ہے جس سے اس کی زندگی متاثر ہوتی ہے، وہ ماحول کہلاتی ہے۔[19] اسی کے ساتھ ایک دوسرا لفظ آلودگی بھی مستعمل ہوتا ہے اس سے مراد زمین، پانی اور فضا کو ضائع شدہ مادوں سے گندہ کرنے کے عمل کو آلودگی کہا جاتا ہے۔ آلودگی سے مراد وہ تمام مادے ہیں جو زمین، پانی اور فضا میں داخل ہو کر ان کے کیمیائی، طبیعیاتی، جوہری اور حیاتیاتی نظاموں میں تبدیلی پیدا کرے، جو انسانوں، حیواناتوں اور نباتات وغیرہ کے لئے مضر صحت ہوں۔ اسلام کا امتیازی وصف یہ ہے کہ اس نے پوری جامعیت کے ساتھ آلودگی سے ماحولیات کے تحفظ کے لئے اقدامات کئے ہیں کہ معاشرہ میں کوئی چیز ایسی نہ ہو جو ماحول اور معاشرے کو گندہ کرے یا اس میں زندگی گزارنے والوں کو برائیوں کی طرف مائل کردے۔ اس سلسلے میں اسلام نے حسن اخلاق، عفوودرگزر، ایثار و قربانی اور صفائی و پاکیزگی اور حیاء کی تعلیم دی۔ غلاظت، گندگی ناپاکی اور برائی اسلام کی نظر میں انتہائی ناپسندیدہ اور قابل نفرت ہیں۔ اور ماحول کو ان سے پاک رہنے کا حکم دیاہے۔ لہذا مذہبی، سیاسی، تعلیمی، جغرافیائی اور انفرادی ان سب میں ماحول کو صاف ستھرا رکھنا ضرورت ہے۔[20]

ہمارے ہاں ماحول کی آلودگی، پانی، ہوا، زمین اور مٹی کی آلودگی اور گندگی تک اس کو محدود کر دیا گیا ہے جب کہ ماحول کی خرابی سے انسان ہر طرح سے بہت زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ ایک ذہنی اور اخلاقی طور پر اور دوسرا جسمانی طور پر۔ ذہنی و اخلاقی طور پر انسان اس وقت متاثر ہوتا ہے جب کہ اقتصادی طور پر اس کے حالات ناموافق ہوں گھریلو پریشانی ہو۔ معاشرہ اخلاقی تباہی کے کنارے پر ہو۔ جسمانی اور ذہنی طور پر جب انسان کو غیر مناسب خوراک اور سہولیات ملتی ہوں۔ سر چھپانے کے لئے گھر کی چھت سے محروم ہو۔ غلاظت اور گندگی ارد گرد ماحول میں ہو تو اس کی ذہنی پریشانی بڑھتی ہے۔ جب کہ صاف ستھرا ماحول انسان کو خوش و خرم رکھتاہے۔ تو اس کے ذہن میں خیالات بھی صاف ستھرے ہونگے۔ اس کی فکر اور اس کا عمل معاشرے کے لئے فائدہ ناک ہو گا۔ اور اس کا ذاتی عمل نیک اور صالح ہو گا یعنی انفرادی اور اجتماعی لحاظ سے وہ معاشرہ کے متعلق اچھی سوچ رکھے گا۔[21] ماحول کو صاف رکھنے اور آلودگی سے بچنے کے لئے قرآن کریم اور سیرت طیبہ میں واضح احکامات موجود ہیں۔ اور وہ احکامات انفرادی، معاشرتی اور اجتماعی ہیں۔ اس پر عمل کرنے سے پوری انسانیت کے علاوہ حیوانات، نباتات اور جمادات سب کے لئے فائدہ ناک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں ایک نام جمیل بھی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: إن الله جميل يحب الجمال۔[22] اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورت چیز کو پسند کرتا ہے۔ اسی طرح فرمایا: إن الله طيب يحب الطيب، نظيف يحب النظافة، كريم يحب الكرم، جواد يحب الجود، فنظفوا، اراه قال: افنيتكم ولا تشبهوا باليهود۔[23] اللہ طیب (پاک) ہے اور پاکی کو پسند کرتا ہے۔ اللہ مہربان ہے اور مہربانی کو پسند کرتا ہے۔ اور اللہ سخی وفیاض ہے اور جود و سخا کو پسند کرتا ہے، تو پاک و صاف رکھو۔ (میرا خیال ہے کہ انہوں نے اس سے آگے کہا) اپنے گھروں کے صحنوں اور گھروں کے سامنے کے میدانوں کو اور یہود سے مشابہت اختیار نہ کر۔ پھر صفائی پسند مسلمانوں سے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتا ہے: فيه رجال يحبون أن يتطهروا والله يحب المطهرين۔[24] اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک صاف ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ بھی پاک صاف لوگوں کو پسند کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو بھی صاف اور پاکیزہ زندگی گزارنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: وثيابك فطهر۔ والرجز فاهجر۔[25] اے پیغمبر اپنے کپڑوں کو صاف رکھو اور گندگی سے کنارہ کرلو۔ مجازی طور پر عمل کو بھی ثوب اور لباس کہا جاتا ہے۔ قلب اور نفس کو بھی اور خلق اور دین کو بھی۔ مفسرین کے مطابق اس سے اپنے کپڑوں اور جسم کو ظاہری ناپاکیوں سے پاک رکھنا، قلب اور نفس کو باطل عقائد و خیالات اور اخلاق رزیلہ سے پاک اور صاف رکھنا مراد ہے۔ تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے کی ممانعت بھی تطہیر ثوب کے حکم میں آتا ہے۔[26] بعض مفسرین نے اسے ہر قسم کی گندگی مراد لی ہے خواہ ظاہری ہو یا

باطنی، لباس و معاشرت کی ہو یا اخلاق و اعمال کی ہو، بدن کی ہو یا جسمانی سب کو رجس یا رجز کہا جاتا ہے۔ عرب ایسے گندے آدمی کو رجل رجس کہتے ہیں۔[27]

اسلام سے قبل جہاں عرب معاشرے میں دیگر خرابیاں موجود تھیں وہاں غلاظت اور گندگی کا عنصر بھی بدرجہ اتم موجود تھا۔ غسل تک کرنا ان کے لئے دشوار ہوتا تھا۔ گھروں کے اندر صفائی کا کوئی انتظام نہ تھا۔ اسلام کے آنے سے نبی کریم ﷺ نے صفائی کی تعلیمات کو عام کرتے ہوئے جمعہ کے دن غسل کو واجب قرار دیتے ہوئے فرمایا: غسل یوم الجمعۃ واجب علی کل محتلم۔[28] یعنی جمعہ کے دن غسل واجب ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مسجد میں داخل ہونے کے لئے صفائی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: خذوا زینتکم عند کل مسجد۔[29] جب مسجد میں حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔ یہی وجہ ہے کہ فقہ اسلامی کی بنیادی کتاب قدوری میں پہلا باب کتاب الطھارۃ کا ہے جس سے صفائی اور پاکیزگی کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ کہ نماز سے پہلے جسمانی پاکیزگی، کپڑوں کی صفائی اور وضو وغیرہ کرنا لازم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لا تقبل صلاۃ من أحدث حتی یتوضا۔[30] انسان جب تک وضو نہ کرے اس کی عبادت قبول نہیں ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آج سے چودہ سو سال پہلے اسلام آلودگی اور گندگی سے بچنے کا حکم دیتا ہے کیونکہ مذہب اور ماحولیات کا متزاج ضروری ہے۔ وضو کے اعمال میں ہاتھ دھونا، مسواک کرنا اور ناک صاف کرنا پہلا عمل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ہاتھ دھونے کے حوالے سے فرمایا: برکۃ الطعام الوضوءقبلہ والوضوءبعدہ[31] کھانے کی برکت کھانے سے پہلے وضو کرنا ہے اور کھانے کے بعد بھی۔ یہاں محدثین نے وضو سے مراد صرف ہاتھ دھونا لیا ہے۔ اسی طرح منہ کی صفائی کے لئے مسواک آپ ﷺ کا حسن عمل تھا اور فرمایا: السواك مطهرة للفم مرضاة للرب[32] مسواک منہ کی پاکیزگی اور پروردگار کی خوشنودی کا سبب ہے۔ اس چھوٹے چھوٹے عمل سے انسان فضائی آلودگی سے محفوظ رہتا ہے۔ ناک صاف کرنے سے آلودگی ختم ہو جاتی ہے اور جو آکسیجن کی شکل میں سانس لی جاتی ہے تو آکسیجن صاف ستھری اندر داخل ہوتی ہے جس سے پھیپھڑے صاف ستھرے اور طاقت ور ہو جاتے ہیں اور گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس طرح دن میں پانچ مرتبہ نہر سے نہانے والے کا جسم صاف ہو جاتا ہے اسی طرح پانچ مرتبہ نماز پڑھنے والے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔[33] اس طرح کی معمولی معمولی صفائی سے انسان صحت مند اور تازہ رہتا ہے۔

اسلام دنیا کا واحد مذہب ہے جس نے اس مسئلے کی اہمیت کو 1400 سال پہلے اس کا حل سکھایا۔ جب کہ دنیا ماحولیاتی آلودگی کے نام سے بھی واقف نہ تھی۔ اس وقت قرآن نے انسان کو صحت مند رہنے اور صحت مند معاشرے کے قیام کے حوالے سے نشاندہی کروائی اور نبی کریم ﷺ کے ذریعے اس کو انسانیت کی رہنمائی کے طریقے سکھائے۔ مگر بدقسمتی یہ ہے کہ انسان نے اپنی صحت کی بقا کی خاطر ان سب اصولوں کو نظر انداز کر کے ذاتی منفعت کے حصول کے لئے وہ تمام اسلامی تعلیمات چھوڑ دیں جو ان کے لئے ضروری ہیں۔ لوگوں نے اپنی من مانیاں شروع کر دیں اور ماحول کو تباہ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت أیدی الناس لیذیقهم بعض الذی عملوا لعلهم یرجعون۔[34] لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے خشکی اور تری میں فساد پھیل گیا ہے تاکہ وہ اپنے کئے کا مزہ چکھیں اور وہ لوٹ آئیں۔ فتنہ و فساد کے حوالے سے علماء نے آلودگی اور فساد کو ایک دوسرے کے قریب قریب ٹھہرایا ہے۔ اس لئے وہ ہر قسم کی آلودگی اور نجاست سے اپنے ماننے والوں کو الگ رہنے کی تلقین کرتا ہے اور اس کو ایمان کا حصہ قرار دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: الطهور شطر الایمان۔[35] صفائی نصف ایمان ہے۔ الغرض تعلیمات نبوی سے اجتماعی اور انفرادی کوششوں کو ماحولیاتی آلودگی سے بچانے کی کوششوں کی تعریف کی ہے۔ اس کے لئے سنہری اصول اور طریقے وضع کئے ہیں۔ جس سے اس اہم مسئلے کا تدارک ممکن ہو سکتا ہے۔ مثلاً تحفظ آب، تحفظ صوف، تحفظ ہوا اور تحفظ زمین وغیرہ شامل ہیں۔

آبی آلودگی:

پانی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اور یہ انسانی زندگی کی بقا کے لئے اہم کردار ادا کرتا ہے۔ کھانے کے بغیر انسان زندہ رہ سکتا ہے۔ مگر پانی کے بغیر زندہ رہنا ممکن نہیں۔ اکثر اطباء کا قول ہے کہ ہر انسان دن میں آٹھ گلاس پانی پینے سے صحت مند رہتا ہے۔ اور تمام چیزوں کی زندگی کا دارومدار پانی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:وجعلنا من الماء كل شئى حى۔[36] اور ہم نے ہر جاندار چیز پانی سے بنائی۔ اس سلسلے میں قرآن کریم میں بہت سی آیات موجود ہیں۔ ہمارے معاشرے میں پانی کو آلودہ کرنے کا سلسلہ عام ہے۔ جن لوگوں کے گھر نہروں کے کنارے یا قریب ہیں انہوں نے اپنے گھروں کے فلش سسٹم کا رخ نہروں کی طرف کر دیا ہے، کوڑا کرکٹ اور غلاظت کو نہروں اور سمندروں میں پھینکا جاتا ہے۔ جب کہ نبی کریم ﷺ نے پانی کو ناپاکی اور گندہ کرنے سے بھی منع فرمایا:لا ببولن أحدكم فى الماء الدائم ولا يغتسل فيه من الجنابة۔[37] تم میں سے کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے اور نہ ہی اس میں جنابت کا غسل کرے۔ آپ ﷺ نے ٹھہرے اور جاری پانی میں بھی پیشاب کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا:» أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ ۔[38] کھڑے پانی میں پیشاب نہ کیا کریں۔ موجودہ سائنس کی تحقیق بھی 1400 سال پہلے کی تعلیمات نبوی ﷺ کی تائید کرتی ہے کہ آبی آلودگی سے ہیضہ، اسہال، آنتوں کا ورم، میعادی بخار، یرقان، دست، معدے کی بیماریوں، گردے کی بیماریاں، کینسر، آنکھوں کی بیماریں، جلد کی بیماریاں اور تپ دق وغیرہ شامل ہیں۔ پیٹ کی 70 فی صد بیماریاں آلودہ پانی کے استعمال سے ہوتی ہے۔[39] اسی طرح پانی کو ضائع اور اسراف کرنے سے بھی ممانعت کی گئی ہے۔ کہتے ہیں کہ آئندہ انسانوں کی لڑائی جھگڑا پانی پر ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے پانی کے ضیاع خواہ وضو کی صورت میں ہو اس سے بھی منع فرمایا ہے اور بے جا پانی کے ضیاع کو کفر و ظلم فرمایا:هكذا الوضوء فمن زاد على هذا فقد أساء و تعدى و ظلم۔[40] یہی مکمل وضو ہے، لہذا جس نے اس سے زیادہ کیا اس نے برا کیا، یا حد سے تجاوز کیا، یا ظلم کیا۔

صوتی آلودگی:

صوت عربی میں آواز کو کہتے ہیں شور و غل کی آلودگی نے انسان کے ذہنی سکون پر منفی اثرات مرتب کئے ہیں۔ جس سے بچے، نوجوان، بوڑھے اور بیمار سب دور چار ہیں اور اس سے انسانی صحت متاثر ہو رہی ہے۔ صبح کے وقت بچوں کو سکول لے جانے اور لانے والی گاڑیوں کے پریشر ہارن سے سب متاثر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صوتی آلودگی کو کم کرنے کے بارے فرمایا:واقصد فى مشيک واغضض من صوتک۔ ان انكر الصوات لصوت الحمير۔[41] اور اپنے چلنے میں درمیانی چال سے چل اور اپنی آواز کو پست رکھ، بے شک سب سے بُری آواز گدھے کی آواز ہے۔ شریعت اسلامی میں اللہ تعالیٰ سے مناجات اور دعائیں مانگنے کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا کہ چیخیں مارنے کی بجائے آہستہ اور خاموش طریقے سے دعا مانگی جائے تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ادعو ربكم تضرعا و خفية۔ انه لا يحب المعتدين۔[42] اپنے رب سے گڑگڑاتے ہوئے اور آہستہ آواز سے دعا کرو۔ بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو دیکھا کہ وہ رات کے وقت دھیمی آواز سے تلاوت کر رہے تھے جب کہ حضرت عمرؓ بلند آواز سے تلاوت کر رہے تھے۔ اگلے دن صبح نبی کریم ﷺ نے دونوں سے اس کی وجہ پوچھی تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آہستہ آواز کو بھی سنتا ہے جب کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا میرا مقصد لوگوں کو جگانا اور شیطان کو بھگانا مقصود تھا۔ آپ ﷺ نے دونوں کو اعتدال کی نصیحت فرمائی نہ زیادہ اونچا اور نہ زیادہ آہستہ بلکہ میانہ روی اختیار کرنے کا حکم فرمایا۔[43]

ہمارے ہاں صبح سویرے بعض مساجد میں نماز فجر کی آذان کے بعد لاؤڈ اسپیکر میں تلاوت، نعت اور ریکارڈ تقاریر پیش کی جاتی ہیں۔ یا جمعہ کے دن تقاریر لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے کی جاتی ہے جس کے سنے والے مسجد کے اندر بہت کم ہوتے ہیں اور بِلا وجہ دوسروں کو ذہنی پریشانی اور بیماری میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں ایسا کرنا گناہ ہے۔ آپ ﷺ نے ان عوارض ذہنی وجسمانی مسائل کی جامع نشاندھی فرمادی ہے۔ جو ناموافق اور خطرناک آوازیں سننے سے پیدا ہوتی ہیں۔

فضائی آلودگی:

اس کے علاوہ ہوائی آلودگی جو بسا اوقات دھویں اور صنعتی گیسوں کی وجہ سے فضا کو متاثر کرتی ہے۔ اس سے انسان سانس، پھیپھڑے، ناک، کان اور گلے کی بیماریوں سے متاثر ہوتے ہیں۔ اور نقصانات آئے دن بڑھتے جا رہے ہیں اور بارشوں کی کمی واقع ہو رہی ہے۔ جس سے قحط سالی کا خطرہ بڑھ رہا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب قریش نے دعوت توحید قبول کرنے سے انکار کیا تو آپ ﷺ نے حضرت یوسفؑ کی قوم پر آنے والی قحط سالی کی بد دعائیں کیں۔ ان پر بارشیں بند ہوئی اور آسمان پر دھواں ہی دھواں نظر آنے لگا۔[44]

زمینی آلودگی:

آلودگی کی ایک قسم زمینی آلودگی ہے۔ زمین کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی رہائش و سہولیات کے لئے فرش فرمایا۔ قرآن میں متعدد مقامات پر زمین کو آلودگی سے محفوظ رکھنے کی اہمیت کا ذکر کیا ہے کہ اس کو صاف ستھرا رکھا جائے کیونکہ اس میں کھانے پینے کی چیزیں اگتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: والبلد الطیب یخرج نباتہ بإذن ربہ والذی خبث لا یخرج الا نکدا۔ کذلک نصرف الایت لقوم یشکرون۔[45] اور جو اچھی زمین ہوتی ہے اس کا سبزہ تو اپنے رب کے حکم سے نکل آتا ہے اور جو خراب ہو اس کا سبزہ بڑی مشکل سے تھوڑا سا نکلتا ہے۔ ہم اسی طرح شکر کرنے والے لوگوں کے لئے تفصیل سے آیات بیان کرتے ہیں۔

یہاں تک کہ مساجد جو اللہ کے گھر ہیں اور نماز کے لئے آتے ہیں تو نماز کے دوران اگر کسی کو تھوک آ جائے تو کپڑے (رومال) میں تھوک کر اس کو باہر سر عام پھینکنے کے بجائے دفن کیا جائے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: من دخل هذا المسجد فبزق فيه أو تنخم، فليحفر فليدفنه، فإن لم يفعل، فليبزق في ثوبه ثم ليخرج به۔[46] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس مسجد میں داخل ہو اور اس میں تھوکے یا بلغم نکالے تو اسے مٹی کھود کر دفن کر دینا چاہئے، اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو اپنے کپڑے میں تھوک لے، پھر اسے لے کر نکل جائے۔ اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ نے راستے میں قضائے حاجت کی ممانعت کرتے ہوئے فرمایا- ان النبي صلى الله عليه وسلم" نهى ان يصلى على قارعة الطريق، او يضرب الخلاء عليها، او يبال فيها"[47] نیز اسی طرح زمین سے ضرر رساں چیز ہٹانے کو ایمان کی نشانی قرار دیا۔[48] بعض لوگ زرعی پیداوار کے اضافے کے لئے فصلوں پر کیڑے مار ادویات کا استعمال کرتے ہیں، جس سے پیداوار میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ مگر مٹی کے اوپر کی تہہ کی زرخیزی میں خاصہ نقصان واقع ہوتا ہے۔[49]

حفظان صحت و تعلیمات نبوی ﷺ:

رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں حفظانِ صحت کے بہترین اصول و آداب موجود ہیں۔ آپ ﷺ نے گھروں اور صحنوں کو صاف ستھرا رکھنے کا حکم دیا۔ راستوں سے تکلیف دہ اور گندی چیزوں کے ہٹانے کی تاکید کی۔ ایک حدیث شریف میں ہاتھوں کی صفائی کا حکم صادر فرمایا ہے۔ ڈاکٹروں کے لئے بھی یہ اصول بیان کیا ہے کہ دوران علاج اپنے جسم کی حفاظت بھی ضروری ہو گی۔ جب وہ مریض کا علاج کرتے ہیں تو اس بات کا احتمال بڑھ جاتا ہے کہ مریض سے مرض منتقل ہو جائے۔ اس لئے سب سے پہلے خود اپنی جان کی حفاظت کرے تاکہ صحت مند رہتے ہوئے مریضوں کا علاج کر سکے۔ وبا میں فوت ہونے والوں کو شہادت کا درجہ اس لئے دیا گیا ہے کہ خدمت کے جذبے سے سرشار ہو کر خدانخواستہ اگر یہ خود فوت ہو جائے تو اس کی موت شہادت ہو گی۔[50] ان ارشادات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انسان کو اپنے ارد گرد کے ماحول کو زیادہ سے زیادہ صاف رکھنا چاہئے مگر بد قسمتی سے آج ہمارے گلی کوچے اور بازاروں میں گندگی کے ڈھیر پڑے ہوتے ہیں اور کوئی بھی اجتماعی طور پر اس کے تدارک کی فکر نہیں کرتا۔ جس کی وجہ سے آلودگیاں اور بیماریاں بڑھ رہی ہیں۔ جس نے پوری دنیا کو فکر مند کر رکھا ہے۔ آج آکسیجن کی قلت کا مسئلہ جو منہ کھولے ہمارے سامنے کھڑا ہے وہ بھی اسی کی بدولت ہے۔

شریعت اسلامی انسانی زندگی کے تمام مسائل کا احاطہ کرتی ہے اور اس اہم مسئلہ میں بھی ہماری رہنمائی کے لئے زرین اصول مرتب کر چکی ہے جس میں ایک حل شجر کاری کا بھی ہے کہ زیادہ سے زیادہ درخت اور پودے لگائے جائیں تاکہ عوام آلودگی کی اس خرابی سے

نجات حاصل کر سکیں۔ تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں درختوں اور پودوں کی حفاظت و اہمیت کے ساتھ ساتھ بلاوجہ درخت کاٹنے کی ممانعت اور سزا بھی شریعت میں موجود ہیں۔

تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں درختوں کو بلاوجہ کاٹنے کی سزا:

شجر کاری، درخت اور پودے نہ صرف ماحول کو خوشگوار رکھتے ہیں بلکہ ماحولیاتی آلودگی کے تدارک اور ازالے میں بھی نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں کیونکہ درخت ہمیں بنیادی آکسیجن فراہم کرتے ہیں اور ہماری فضا سے کاربن ڈائی آکسائیڈ لیتے ہیں جس کی وجہ سے فضا میں گیسوں کا مطلوبہ توازن برقرار رہتا ہے اس لئے تعلیمات نبوی ﷺ میں اس کی بڑی اہمیت ظاہر کی گئی ہے۔ اور بلاوجہ درختوں کی کٹائی کو ممنوع اور کاٹنے والے کو جہنمی قرار دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص بلاضرورت کسی بیری کے درخت کو کاٹے گا اللہ تعالیٰ اسے سر کے بل جہنم میں گرادے گا۔من قطع سدرة صوب الله رأسه في النار۔[51] جو شخص (بلاضرورت) بیری کا درخت کاٹے گا اللہ تعالیٰ اسے سر کے بل جہنم میں گرادے گا۔ درخت کا سب سے بڑا فائدہ سایہ ہوتا ہے کوئی درخت پھل نہ بھی دے تو سائے سے لوگوں کو فائدہ ملتا ہے۔ دھوپ سے بچنے کے لئے تھوڑی دیر آرام کر سکتا ہے اسی طرح بارش سے بچنے کے لئے لوگ درختوں کے نیچے اپنے آپ کو محفوظ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ جانوروں کو بھی سایہ دار درخت سے سائے کا فائدہ پہنچتا ہے۔ لہٰذا چٹیل میدان میں بیری کے درخت وغیرہ کو کاٹنے والا جہنم کا مستحق ہو گا۔ اس حدیث کی تشریح میں امام ابو داؤد نے کہا کہ اس سے مراد سایہ دار درخت جس سے مسافروں کو سایہ حاصل ہو گا۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے دس وصیتیں ارشاد فرمائی جس میں ایک درخت کو کاٹنے سے ممانعت ہے۔ولا تقطعن شجرا مثمرا۔[52] پھل دار درخت کو نہ کاٹا جائے۔

اسلام نے درختوں کو نقصان پہنچانے کی بھی سختی سے ممانعت کی ہے۔ رافع بن عمرو جو بھوک کی وجہ سے درخت پر پتھر مار کر کھجور توڑ رہے تھے کہ اتنے میں ایک انصاری نے ان کو پکڑ کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اس کی وجہ پوچھی تو جواب دیا کہ بھوک کی وجہ سے کھجور پتھروں سے گرانے کی کوشش کر رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:لا ترم، وكل ما وقع اشبعک الله وارواک۔[53] پتھر مت مارو، جو خود بخود گر جائے اسے کھاؤ، اللہ تمہیں آسودہ اور سیراب کرے۔ ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا درختوں کو جو نقصان پہنچاتا ہے اس کی موت سے درختوں کو آرام و سکون ملتا ہے۔العبد المؤمن يستريح من نصب الدنيا و اذا ها، والعبد الفاجر يستيح منه اليباد والبلاد والشجر والدواب۔[54] بندہ مومن (موت کے بعد) دنیا کی بلا اور تکلیف سے راحت پالیتا ہے، اور فاجر بندہ مرتا ہے تو اس سے اللہ کے بندے، بستیاں، پیڑ پودے، اور چوپائے (سب) راحت پالیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مفید اور پھل دار درخت کا کاٹنے سے بچایا جائے۔ ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے چند غلاموں نے درخت کاٹے انہیں پکڑ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:من قطع من شيئا فلمن اخذه سلبه[55] مدینہ کا کوئی درخت نہ کاٹا جائے، آپ ﷺ نے فرمایا ہے: جو کوئی اس میں کچھ کاٹے تو جو اسے پکڑے اس کا اسباب چھین لیا کرو۔ اسی تعلیم کی روشنی میں حضرت عمرؓ نے حضرت قدامہ کے غلام کو درختوں سے لکڑی کاٹنے والوں پر نگران مقرر کیا تھا۔ جو کوئی لکڑی کاٹتے ہوئے پکڑا گیا اس کا جملہ ساز و سامان ضبط کرو۔[56] نبی کریم ﷺ نے ہجرت مدینہ کے بعد جب اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی تو امن و سلامتی کے حوالے سے آپ نے یہود اور دیگر قبائل سے معاہدے کیے بلکہ مدینہ کو بھی مکہ مکرمہ کی طرح حرم قرار دیا۔ آپ نے فرمایا إني احرم ما بين لابتي المدينة ان يقطع عضاهها، او يقتل صيدها[57] یعنی "میں مدینہ کے دونوں پہاڑوں کے درمیان والے علاقے کو حرام قرار دیتا ہوں کہ اس کے درخت کٹے جائیں یا اس کا شکار مارا جائے"۔ اور فرمایا کہ یہ مدینہ اُن کے لیے بہتر ہے اگر وہ جانتے۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں درخت کو کاٹنا ممنوع تھا۔ مدینہ منورہ میں تو اس ممنوعہ علاقے کی حدود بہت زیادہ وسیع تھی۔ نبی کریم ﷺ کی طرف سے شجر کاری کی ترغیب، تاکید، اس کی فضیلت، درخت کاٹنے کی ممانعت اور شجر کاری کی باقاعدہ منصوبہ بندی کے احکام ملتے ہیں۔

موجودہ سائنس کی پیشن گوئی بھی یہی ہے کہ زمین کا درجہ حرارت بڑھ رہا ہے اس کی وجہ انسان خود ہے جو اپنی ایجادات، درختوں کے کٹاؤ اور دیگر اقسام کی ماحولیاتی آلودگی پھیلانے کے سبب زمین کے اطراف موجودہ اوزان کی تہہ ختم کر رہا ہے۔ جس کے باعث دھوپ کی شعاعیں چھین کر آنے کی بجائے زمین پر براہ راست پڑ رہی ہے اور درجہ حرارت بھی بڑھ رہا ہے جس کی وجہ سے برف کے پہاڑ بھی پگھل رہے ہیں۔ اسی وجہ سے پاکستان کے گلیشیر بھی پگھل رہے ہیں جو کہ ہمارے لئے بہت بڑا چیلنج ہے۔

صدقہ جاریہ:

درخت کے ساتھ انسان کا تعلق قدیمی ہے اور شجر کاری کا عمل صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ جب انسان پودہ لگا لے اور فوت ہو جائے جب تک اس پودے اور درخت سے انسانوں اور حیوانات کو فائدہ ملے گا مردے کو بھی اس کا اجر وثواب حاصل ہو گا۔

نبی کریم ﷺ نے درخت اور پودے لگانے کو صدقہ جاریہ قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی اس سے چوری کرے گا تو بھی درخت لگانے والا ثواب کا مستحق ہو گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ما من مسلم غرس غرسا فأكل منه إنسان أو دابة إلا كان له به صدقة۔[58] اگر کوئی مسلمان کسی درخت کا پودا لگاتا ہے اور اس درخت سے کوئی انسان یا جانور کھاتا ہے تو لگانے والے کے لئے وہ صدقہ ہوتا ہے۔

دنیا میں باغات لگانے کا بدلہ جنت کے باغات ملنے کا بہترین بدلہ ہو سکتا ہے۔ گویا دنیا میں اپنے لئے جنت بنانے والے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی جنت عطا فرمائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص درخت کا پودا لگا کر اس کی آبیاری کرتا ہے یہاں تک کہ وہ درخت تیار ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے جنت میں درخت لگاتا ہے۔[59] دوسری جگہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی مردہ زمین کو زندہ کیا تو اس میں اس کے لئے اجر ہے۔[60] ماحولیات کی آلودگی کے تدارک میں نباتات کا کردار ناقابل فراموش ہے۔ شجر کاری میں کمی ہمارے ماحول کو آلودہ بنا رہی ہے۔ اس لئے نہ صرف موجودہ نباتات کا تحفظ بلکہ شجر کاری کی بدولت ان میں اضافہ ہماری اولین ترجیح ہونی چاہئے تاکہ ہمیں آلودگی سے پاک ماحول مہیا ہو سکے اور مرنے کے بعد بھی اجر وثواب کے مستحق ہو سکیں اور یہی ایک صالح مومن کی صفت ہونی چاہئے کہ وہ اجر وثواب کی نیت سے بکثرت شجر کاری کرے۔ تاکہ اپنے فائدے کے ساتھ معاشرے اور انسانیت کو بھی فائدہ حاصل ہو سکے۔

شجر کاری کے طبعی وطبی فوائد:

درختوں کے پتے اور جڑی بوٹیوں سے مختلف ادویات تیار ہوتی ہیں۔ حکماء اکثر جڑی بوٹیوں سے جو دوا استعمال کرتے ہیں وہ درختوں سے حاصل کرتے ہیں۔ ڈاکٹری علاج سے قبل لوگ ہربل یعنی جڑی بوٹیوں کے استعمال سے اپنا علاج کرتے تھے۔ آج کل بھی یہ علاج عمر رسیدہ لوگ بڑے شوق سے کرتے ہیں کہ اس میں کسی قسم کا نقصان نہیں بلکہ فائدے ہیں۔

وہ علاقے جہاں گھنے درخت ہوتے ہیں، سیر وسیاحت کا مرکز بنتے ہیں اور خوشگوار ماحول کے لئے لوگ وقت نکال کا کلیات وغیرہ میں سکون حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یوں قدرتی ماحول میں رہ کر ذہنی وجسمانی لحاظ سے توانائی حاصل کرتے ہیں اور صوتی آلودگی سے دور رہ کر سکون اور سکوتی ماحول کو اپناتے ہیں جن سکولوں اور کالجوں کے اردگرد باغات اور گھنے درخت ہوتے ہیں ان کے طلباء صحت مند اور خوشحال ہوتے ہیں۔ جن علاقوں کے راستوں میں درخت لگے ہوتے ہیں۔ وہ خوبصورت اور ہوادار ہوتے ہیں۔ سڑک کے کنارے ایسے درخت لگائے جائیں جس سے شہری ماحول ترقی کر سکیں۔ مثلاً نیم Neem-Azadi rachta indie۔ جو طبی عمر اور سخت حالات میں زندہ

رہنے کے قابل ہے۔اور ہوا کی صفائی میں مدد کرتا ہے اور اس کے پتے چھال اور مختلف طبی فوائد رکھتا ہے۔اس کے علاوہ ماحولیات کو صاف ستھرا رکھنے اور گہری چھاؤں کے ذریعے لوگوں کو فائدے حاصل ہوتے ہیں جن میں شیشم،بیری، پیپل اور گل موہر وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔

خلاصہ بحث

نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اُصولی بھی ہیں۔اور عملی بھی۔جنہیں آپ نے ریاست مدینہ میں بھی عملی جامہ پہنایا اور رہتی دنیا تک اسوہ حسنہ کی شکل میں اُمت کے لیے چھوڑا۔

اسلام ہر طرح کی ماحولیاتی کرپشن گندگی، نجاست، بگاڑ اور ہلاکت خیزی کا نہ صرف مخالف ہے۔بلکہ اس کو اکھاڑ کر پھینکنے کا قائل ہے۔دین اسلام کی تعلیمات کا نچوڑ یہ ہے کہ وہ انسان کو ظاہری اور باطنی طور پر پاکیزہ کرنے کا خواہاں ہے۔لہذا مسلمان کو چاہیے کہ وہ جسمانی طہارت و پاکیزگی کے ساتھ ساتھ اخلاقی پاکیزگی کا مظہر بن جائے۔

تجاویز

ماحولیاتی تحفظ کے لیے عوام الناس میں سوشل میڈیا اور مختلف سمینارز کے ذریعے آگاہی پیدا کی جائے۔
پرائمری کی سطح پر سے ہی اس کو نصاب میں شامل کیا جائے۔
انفرادی و سرکاری طور پر زیادہ سے زیادہ درخت لگائے جائیں نیز بنجر زمینوں کو قابل کاشت بنایا جائے۔
آبادی کے لیے زرعی زمینوں کے استعمال پر پابندی لگائی جائے
کارخانوں میں زہریلی گیس بنانے پر سخت پابندی لگائی جائے۔اور ان کو حفظانِ صحت کا پابند بنایا جائے۔
فضائی آلودگی کا باعث بننے والی گاڑیوں کو بند کیا جائے۔نیز ہارن وغیرہ کے استعمال پر سخت کاروائی کی جائے۔
معاشرے میں صحت مند ماحول پیدا کرنے کے لیے کھیلوں اور تفریحی مقامات کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

حوالہ جات:

[1] حافظ ابی عبد اللہ محمد بن یزید،ابن ماجہ القزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، رقم الحدیث 4150

[2] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی،الجامع الترمذی، کتاب الادعیۃ، ترمذی رقم الحدیث 3514

[3] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی،ابو داؤد السنن، کتاب الادب، رقم الحدیث 5074

[4] المعجم الکبیر الطبرانی، 9/ 293

[5] امام ابی الحسین، مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری، مسلم، الصحیح، کتاب الاشربۃ، رقم الحدیث 5246

[6] سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، رقم الحدیث 4141

[7] الترمذی، الجامع،کتاب الزھد، رقم الحدیث 2380

[8] مسلم،الصحیح، کتاب الشربۃ، رقم الحدیث 87-5285

[9] سورۃ الاعراف، آیت نمبر 31

[10] امام محمد بن اسماعیل البخاری،البخاری، الصحیح، کتاب الاطعمۃ، رقم الحدیث 5396

[11] ترمذی،کتاب تفصیل القرآن، رقم الحدیث 3358

[12] فواد عبد الباقی، لامعجم المفھرس من آیات القرآن الکریم، مادہ، ح،و،ل۔ دارالقم بیروت، ص 221

[13]سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 18

[14]زین الدین راوی،مختار الصحاح، بیروت 1995، ج1، ص 28

[15]مسلم،الصحیح، کتاب النکاح، رقم الحدیث 3400

[16]سورۃ الحشر، آیت نمبر9

[17] محمد عبدالقادر الفقهی، البیئہ مشاكلها و قضاياها وحمايتها من التلوث، مكتبۃ ابن سینا، 1999، ص 14

[18]ایضاً، ص58

[19]احسان اللہ خان، سائنس اینڈ ماڈرن ریسرچ، دھلی1980، ص54

[20]ممتاز حسین، ماحولیاتی زندگی، فیروز سنز لاھور، 1995، ص65

[21]حمید اللہ ڈاکٹر، تحفظ ماحولیاتی طب، ماھنامہ ادینیہ کراچی، ص42

[22]مسلم، کتاب الایمان، رقم الحدیث 265

[23]الترمذی،کتاب الادب، باب ما جاء في النظافة، رقم الحدیث 2799

[24]سورۃ التوبۃ، آیت نمبر 108

[25]سورۃ المدثر، آیت4–5

[26]مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، دارالعلوم کراچی، ج8 –ص100

[27]ابو الاعلیٰ مودودی، مولانا، تفہیم القرآن، ج6– ص145

[28]البخاری،کتاب الجمعۃ، رقم الحدیث،879

[29]سورۃ الاعراف، آیت نمبر 31

[30]البخاری،کتاب الوضوء، رقم الحدیث135

[31] سنن ابي داود,كتاب الأطعمة,باب في غسل اليد قبل الطعام,3761,

[32] سنن نسائی، ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار بن نسائی الخراسانی ،کتاب الطهارة، الترغيب في السواك،رقم الحدیث5

[33]البخاری،کتاب المواقیت الصلوٰۃ، رقم الحدیث528

[34]سورۃ الروم، آیت نمبر 41

[35]مسلم،کتاب الطھارۃ،رقم الحدیث31

[36]سورۃ الانبیاء، آیت نمبر 41

[37]ابو داؤد، السنن، کتاب الغسل والتیمم،رقم الحدیث70

[38] صحیح مسلم / فواد: 281، دارالسلام:655

[39]ماحولیاتی زندگی، ص90

[40]ابو داؤد، السنن،کتاب الطھارۃ، رقم الحدیث135

[41]سورۃ لقمان، آیت نمبر19

[42] سورۃ الاعراف، آیت نمبر55

[43] الترمذی،باب ما جاء فی قرائت اللیل، رقم الحدیث447

[44] الصحیح البخاری، باب التفسیر القرآن، رقم الحدیث4774

[45] سورۃ الاعراف، آیت نمبر58

[46] ابوداؤد،کتاب فی کراھیۃ البزاق فی المسجد، رقم الحدیث474

[47] سنن ابن ماجہ،کتاب الادب، باب انھی من النزول اعلیٰ الطریق، رقم الحدیث47

[48] ابوداؤد، السنن،کتاب الادب، باب ابواب الاسلام، رقم الحدیث1802

[49] ڈاکٹر محمد طارق علوی، قرآن اور سائنس، حرمین بک سنٹر،2017، فیصل آباد، ص18

[50] ڈاکٹر غلام قادر مون، ماھنامہ ترجمان القرآن2020، ص50-41

[51] ابوداؤد،کتاب الادب، رقم الحدیث1798

[52] موطاامام مالک،کتاب الجھاد، رقم الحدیث968

[53] ابوداؤد،باب فی دعا المشرکین، رقم الحدیث2614

[54] سنن النسائی، کتاب الجنائز، رقم الحدیث،1932

[55] علی بن ھسام الدین الھندی،کنز العمال من سنن الاقوال، بیروت مؤسۃ الرسالۃ1981، ج4-ص34

[56] علی بن حسام الدین الھندی، کنزل العمال من سنن الاقوال، بیروت 1981، ج4-ص34

57 محمد الخطیب التبریزی،مشکوۃ المصابیح،حرم مدینہ کا بیان، حدیث نمبر2777، تاریخ اشاعت

[58] المسلم،باب المزارعۃ، رقم الحدیث3968

[59] کنز العمال، ج3، ص892

[60] الصحیح البخاری، باب المزارعۃ، رقم الحدیث2335